گورنر کا پیغام

اپنے مینڈیٹ کے مطابق مرکزی بینک نے معیشت کی بہتری اور مالی منڈیوں کے نظم ونسق کے لیے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ 2007ء اور 2008ء کے عالمی واقعات اور اس کے بعد پیدا ہونے والے بین الاقوامی مالی بحران پر دنیا بھر کے مرکزی بینکوں کی توجہ مرکوز رہی ہے۔ یہ بحران جو پہلے ایک شعبے تک محدود تھا بڑھ کر پورے مالی شعبے میں سیالیت کی کمی اور اس کے بعد عالمی مالی اداروں کے دیوالیہ پن پر منتج ہوا ہے۔ سیالیت لانے کے لیے نت نئے طریقے آزمائے گئے ہیں اور معیشتوں اور ان کے مالی نظاموں کو بچانے کے لیے ریاستی ضمانت اور تعاون سے سرمایہ حاصل کرنے سے متعلق غلط تصورات ترک کر دیے گئے ہیں۔

گذشتہ 18 ماہ سے پاکستان کو معاشی مشکلات کا سامنا ہے جو اجناس کی عالمی مہنگائی کے باعث مزید پیچیدہ ہوگئی ہیں۔ ان حالات میں بینک دولت پاکستان کو پوری معیشت میں نگرانی کے حوالے سے اپنا کردار بڑھانا پڑا اور بروقت اصلاحی اقدامات کر کے نئے خطرات اور چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے خود کو تیار کرنا پڑا۔

زری پالیسی کی تشکیل میں گرانی کے خطرات دیگر معاشی امور پر حاوی رہے کیونکہ قوزی گرانی نیچے نہیں آئی اور اسٹیٹ بینک سے حکومتی قرض گیری، جو گرانی کو متاثر کرتی ہے، بڑھ گئی۔ مالی سال 08ء کے دوران 777 ارب روپے کی مجموعی میزانیہ مالکاری ضروریات میں سے لگ بھگ 90 فیصد (688 ارب روپے) مرکزی بینک سے پوری کی گئیں۔ امانتوں کے بینکوں سے نکالے جانے اور عوام اور نجی شعبے کی جانب سے قرض کی طلب بڑھنے کی وجہ سے بینکاری نظام کو سیالیت کی قلت کا سامنا کرنا پڑا جس سے زری پالیسی کی دشواریوں میں اضافہ ہوگیا۔ اس کے علاوہ دیگر مالی وساطتی اداروں جیسے اسٹاک مارکیٹ اور غیر بینکی مالی اداروں کی مالکاری ضروریات بھی اس لیے بڑھ گئیں کہ انہیں اسٹاک مارکیٹ کی لین دین منجمد کیے جانے کے نتیجے میں غیر یقینی صورتحال کی بنا پر سرمایہ کاروں کی طرف سے رقم کی واپسی کے مطالبات کا سامنا کرنا پڑا۔

بڑھتے ہوئے معاشی عدم توازن کی بنا پر مختلف حلقوں کی متضاد اور بعض اوقات غیر حقیقت پسندانہ توقعات اور مطالبات سے نمٹنا مشکل ہوگیا۔ روپے کی قدر میں کمی، اسٹاک مارکیٹ کے اشاریوں میں زوال اور گرانی کی تیزی نے مل کر تشویش میں اضافہ کر دیا۔ غلط روپے اور سٹے بازی نے پچھلے 18 ماہ کے دوران بعض اوقات غیر ضروری افراتفری پیدا کی۔ اس تمام صورتحال میں مرکزی بینک خطرات اور مشکلات سے مناسب طریقے سے نمٹ رہا ہے اور کئی پالیسی پیکیجز جاری کیے گئے ہیں، پہلے جولائی 2007ء میں اور پھر جنوری، مئی، جولائی اور نومبر 2008ء میں۔ اگرچہ شرح سود میں حالیہ تبدیلیوں کا اثر ابھی تک گرانی تک نہیں پہنچا، کیونکہ معاشی بحران کی وجہ سے مالی منڈیوں میں بگاڑ پیدا ہوگیا ہے، تاہم ان پیکیجز سے نہ صرف گرانی کے دباؤ کو مزید بڑھنے سے روکنے میں مدد ملی ہے بلکہ بازار مبادلہ میں تغیر اور زری منڈیوں میں بے چینی میں بھی کمی آئی ہے۔

معاشی اور تجارتی چکر میں تبدیلی کی پیش بینی کرتے ہوئے مرکزی بیک نے مالی شعبے کے لیے ایک جامع حکمت عملی (Financial Sector Vision and Strategy) ترتیب دی ہے۔ اس کا مقصد مالی شعبے کو نئی منزلوں سے آشنا کرنا ہے۔ اس کے ذریعے بینکاری شعبے میں گہرائی اور وسعت لائی جائے گی اور اس کی مضبوطی اور استعداد میں اضافہ کیا جائے گا تاکہ وہ معیشت کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری کر سکے۔ اس سلسلے میں پیش رفت کے لیے مالی شعبے کی اصلاحات میں مرکزی بینک اور اس سے متعلق قوانین کو جدید خطوط پر استوار کرنا لازمی امر ہے۔ ان قوانین کا مسودہ تیار کرلیا گیا ہے۔ مرکزی بینک اپنے کردار اور وظائف کو مستحکم بنانے کے لیے بھی کام کر رہا ہے جس کے تحت قواعد وضوابط کے حوالے سے محض عملدرآمد پر زور دینے کے بجائے اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے گا، نگرانی کے ضمن میں تنہا عمل کرنے کے بجائے جامع اور خطرے پر مبنی نگرانی کو ترجیح دی جائے گی اور امانتوں کے تحفظ کی اسکیم متعارف کرائی جائے گی۔ تنوع اور رسائی کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ شعبہ بینکاری کی کارکردگی بڑھانے کے اقدامات سے قرضے کی فراہمی کا معیار بہتر ہوگا۔

نرخوں کا استحکام۔ مسلسل سخت زری موقف سے معیشت میں موجود حد سے بڑھے ہوئے طلبی دباؤ پر قابو پانے میں مدد ملی اور گرانی کا دباؤ مالی سال 07ء کے اواخر اور مالی سال 08ء کے ابتدائی مہینوں میں کچھ کم ہوگیا۔ سال بسال قوزی گرانی بلحاظ غیر غذائی غیر توانائی صارف اشاریہ قیمت جو مالی سال 06ء کے آخر میں 6.3 فیصد تھی مالی سال 07ء کے آخر میں کم ہو کر 5.1 فیصد ہوگئی۔

جب نرخوں میں آنے والے استحکام سے مرکزی بینک کو شرح سود نرم کر کے اپنے زری موقف میں تبدیلی کرنے کا موقع ملنے والا تھا، گرانی کے رجحانات میں دفعتاً اضافہ ہوا جس سے سخت زری پالیسی سے حاصل کردہ بیشتر فوائد ضائع ہوگئے۔ غذائی اشیا کی قیمتیں بڑھیں اور اس کے ساتھ زری مجموعوں کے حوالے سے ناموزوں صورتحال پیش آئی: بے پناہ حکومتی قرض گیری اور اسٹیٹ بینک کی نومالکاری اسکیموں کے ذریعے برآمدکنندگان کی طلب پوری کرنے سے زرِ بنیاد کی نمو تیز ہوگئی اور گرانی کے دباؤ میں پھر اضافہ ہوا۔ قرض گیری ریکارڈ سطح تک پہنچ گئی، عالمی گرانی بڑھتی رہی اور اس کے ساتھ روپے کی قدر میں مسلسل کمی نے مل کر شرح گرانی میں بہت اضافہ کردیا۔

ان نئے حالات میں اسٹیٹ بینک کو مالی سال 08ء کے دوران اپنا زری موقف کئی بار سخت کرنا پڑا۔ تین مراحل میں اسٹیٹ بینک کا پالیسی ریٹ 250 بیسس پوائنٹس بڑھایا گیا جبکہ ایک سال سے کم کی امانتوں پر لازمی شرح سیالیت اور مطلوبہ نقد محفوظ بالترتیب 100 اور 200 بیسس پوائنٹس بڑھائی گئیں۔ پالیسی ریٹ میں اضافہ کر کے غیر معمولی معاشی صورتحال سے نمٹنا ضروری تھا۔ اس قسم کے حالات میں مرکزی بینک کی انتظامی ٹیم نے عوام اور صنعت کے ساتھ روابط بڑھائے اور عام آدمی تک معلومات کی بہتر رسائی کے لیے اردو میں اپنا پالیسی بیان جاری کیا۔

زری موقف کی سختی کے باوجود گرانی جاری رہی تو مباحث شروع ہوگئے۔ اس بارے میں مرکزی بینک کا موقف یہ رہا ہے کہ (i) زری سختی نہ کی جاتی تو گرانی اس سے بھی زیادہ ہوتی، (ii) حد سے متجاوز گرانی کے خطرناک نتائج ہوتے ہیں، اسٹیٹ بینک کو اپنا پالیسی ریٹ ''قوزی'' گرانی سے ہم آہنگ رکھنا ہوتا ہے، اگر حقیقی شرح سود منفی ہو تو اس سے طلبی دباؤ روکنے کے لیے مناسب تحریک پیدا نہیں ہوتی، اور (iii) متعدد اور مسلسل بیرونی اور اندرونی دھچکوں سے معاشی عدم توازن ناپائیدار ہوچکا ہے اور اسے درست کرنا ضروری ہے تاکہ بجٹ کی گرانی انگیز مالکاری اور زرمبادلہ کے ذخائر کم ہونے سے پیدا ہونے والے داخلی خطرات سے بچا جاسکے۔

ذخائر کا انتظام۔ پچھلے 18 ماہ اس اعتبار سے یادگار ہیں کہ ان میں زرمبادلہ کے ذخائر غیر معمولی طور پر بڑھے اور پھر تیزی سے کم ہوئے۔ اگر اکتوبر 2007ء تک 16.4 ارب ڈالر کے ذخائر جمع نہ ہوجاتے تو نتائج اور بھی سنگین ہوتے۔ آخر جون 2008ء تک زرمبادلہ کے ذخائر گر کر 14 ارب ڈالر تک پہنچ گئے جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان ذخائر کو بیرونی جاری حسابات کا خسارہ پورا کرنے کے لیے استعمال کیا گیا جو 14 ارب ڈالر اور جی ڈی پی کے 8 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس سال کی تیل کی درآمدات کی ادائیگی زیادہ تر زرمبادلہ کے ذخائر سے پوری کرنی پڑی۔

گذشتہ دو برسوں سے اسٹیٹ بینک اپنی ذخائر کے انتظام کی استعداد بہتر بنا رہا ہے۔ مالی سال 08ء کے دوران سرمایہ کاری جزدان کے بھرپور انتظام کے ذریعے بینک کی نفع آوری میں اضافہ کیا گیا۔ مجموعی منافع کی بنیاد پر دیکھا جائے تو اسٹیٹ بینک نے 4.9 فیصد منافع کمایا ہے جو پچھلے تین برسوں کے منافع سے ہم آہنگ اور اپنے نشانیہ سے قریب تھا۔ اثاثوں کی جامع تقسیم کا عمل جاری ہے تاکہ اثاثوں کی موجودہ صورتحال کا جائزہ لے کر اس میں موزوں تبدیلیاں کی جائیں اور عالمی معاشی حالات کے پیش نظر خطرات کو کم سے کم سطح پر رکھتے ہوئے منافع میں اضافہ کیا جائے۔

تیل کے بڑھے ہوئے بل اور بین البینک منڈی میں رقوم کی آمد میں کمی کے نتیجے میں جاری حسابات کے خسارے میں اضافے نے اکتوبر 2007ء سے زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کے رجحان کو جنم دیا ہے۔ آخر جون 2008ء میں زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر 11.2 ارب ڈالر تھے جو اکتوبر 2007ء کی سطح 16.4 ارب ڈالر سے 5.2 ارب ڈالر کم ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی اور درآمدی بل میں بے پناہ اضافہ زرِمبادلہ کی امپورٹ کوریج میں کمی کا سبب بنا جو جون 2007 میں 30.6 ہفتے سے کم ہوکر 18.1 ہفتے رہ گئی۔ آنے والے مہینوں میں آمد رقوم اور امدادی اداروں سے مالی مدد کی بنا پر اسٹیٹ بینک کے ذخائر پر دباؤ کم ہونے کی توقع ہے۔

مالی نظام کا استحکام۔ مرکزی بینک اپنے زری پالیسی اور مالی ضوابط اور نگرانی کے دہرے مینڈیٹ کے پیش نظر 2007ء سے مالی استحکام کا جائزہ لے رہا ہے۔ اسٹیٹ بینک عالمی، علاقائی اور ملکی حالات پر کڑی نظر رکھتا ہے اور زری ترسیل کی میکانیت اور معیشت اور مالی شعبے پر اس کے اثرات کا جائزہ لیتا ہے۔ ساتھ ہی بینکاری کے شعبے کی نگرانی سے اسٹیٹ بینک کو مالی ترسیل کی میکانیت سمجھنے میں مدد ملتی ہے جس سے مجموعی پالیسی موقف کی تشکیل آسان ہوجاتی ہے۔ پچھلے سال اختیار کردہ اسٹیٹ بینک کا مالی استحکام کا فریم ورک مالی شعبے

کے بارے میں جائزہ رپورٹ اور سہ ماہی اور سالانہ بینکنگ سرویلنس رپورٹس میں مدد دیتا ہے اور ایک جامع رپورٹ مالی استحکام کا جائزہ کے عنوان سے شائع کرتا ہے جس میں مالی شعبے کے خطرات اور کمزوریوں اور معاشی دشواریوں کا بھرپور جائزہ لیا جاتا ہے۔

مالی استحکام کے تجزیے میں باقاعدگی لانے کی خاطر ایک نیا شعبہ بنایا گیا ہے تاکہ مالی استحکام کا جائزہ اور آزادانہ نگرانی کا عمل مسلسل جاری رہے جیسا کہ دنیا بھر کے مرکزی بینکوں میں کیا جاتا ہے۔ شعبہ مالی استحکام فروری 2008ء میں زری پالیسی اور تحقیق کلسٹر میں بنایا گیا اور عملے کو تربیت کے لیے کینیڈین مرکزی بینک بھیجا گیا۔ اس سلسلے میں استعداد بڑھانے کے لیے مزید اقدامات کیے جائیں گے۔

مالی خدمات تک رسائی۔ پائیدار معاشی نمو اور تخفیف غربت کے لیے مالی شمولیت بنیادی شرط ہے۔ پاکستان میں مالی عدم شمولیت بہت زیادہ ہے اور مالکاری آبادی کے ایک بہت چھوٹے حصے کو دستیاب ہے۔ مالکاری تک رسائی کو بہتر بنانا اسٹیٹ بینک کی ترجیح رہی ہے۔ اپنے اس عزم کو مزید تقویت دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے اپنے ترقیاتی مالیات کے کلسٹر کی تشکیل نو کی ہے اور ایک علیحدہ مالی شمولیت پروگرام آفس قائم کیا ہے تاکہ غریب افراد کو مالکاری کی فراہمی بہتر بنانے پر توجہ مرکوز کی جاسکے۔ ساتھ ہی اسٹیٹ بینک کے ذیلی ادارے بینکنگ سروسز کارپوریشن کی انتظامیہ کو کاروباری اداروں، صنعت اور ماہرین زراعت سے قریبی روابط قائم کرنے، رسائی اور وساطت کے مسائل سمجھنے، بینکاری تک رسائی سہل بنانے اور مالی خواندگی پروگرام شروع کرنے کا وسیع ترمینڈیٹ دیا گیا ہے۔

مالی شمولیت پروگرام آفس برطانوی ڈپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ کی مدد سے خرد مالکاری پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے جس کے تحت اسٹیٹ بینک قرضے کی فراہمی کی ایک سہولت (Credit Enhancing Facility) کا آغاز کر رہا ہے جس کے لیے پی ایس سی میں ایک ونڈو قائم کی جائے گی۔ ساتھ ہی برطانوی ڈپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ کی مدد سے اسٹیٹ بینک مالی اختراعات اور مصنوعات کی تیاری میں خرد مالکاری اور ایس ایم ای شعبے کی مدد کرے گا جس سے کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگراموں کے ذریعے پسماندہ علاقوں تک رسائی بڑھے گی اور انتظام خطرہ میں بھی بہتری آئے گی۔ فصلی بیمہ اسکیم کے لیے اسٹیٹ بینک کی ٹاسک فورس نے ایک نئی اسکیم تشکیل دی ہے جسے اب حکومت کا تعاون حاصل ہے اور 2008ء کے موسم ربیع سے شروع کی گئی ہے۔ ایس ایم ای کے لیے مالکاری کا متبادل طریقہ نکالنے کے سلسلے میں اقدامات کیے گئے ہیں۔ اسی طرح اسٹیٹ بینک انفراسٹرکچر اور مکاناتی مالکاری پر بھی توجہ مرکوز کر رہا ہے جو معیشت کے اہم محرک شعبوں میں سے ہے۔

بینکاری شعبے کے انضباط و نگرانی کا استحکام۔ پاکستانی مالی منڈیوں اور اداروں میں استحکام اور تنوع خاصی حد تک آچکا ہے۔ 2000ء سے اسٹیٹ بینک بینکوں اور غیر بینکی مالی کمپنیوں کی انضمام اور خریداریوں کی لگ بھگ 40 کارروائیوں کی منظوری دے چکا ہے۔ اپنے منسلکہ اور ذیلی اداروں کے طفیل بینک ان شعبوں میں قدم رکھ چکے ہیں جہاں جانے کی انہیں اس سے قبل اجازت نہیں تھی یا وہ دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ ان میں بیمہ، انتظام اثاثہ جات، بروکریج، لیزنگ اور دیگر غیر بینکی مالی خدمات شامل ہیں جو لازماً الگ الگ اداروں کے ذریعے انجام پاتی ہیں۔ مالی خدمات کے بعض گروپ جن کے پاس بینک ہیں، معیشت کے غیر مالی یا حقیقی شعبے میں بھی مفادات رکھتے ہیں۔ مالی اور غیر مالی شعبوں کے یہ مفادات بعض غیر ملکی اداروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ بینکوں کی سرگرمیوں کا یہ تنوع اسٹیٹ بینک کے لیے نگرانی کے حوالے سے تشویش کا باعث ہوسکتا ہے۔

چنانچہ اسٹیٹ بینک نے بینکنگ کمپنیز آرڈیننس 1962ء میں ترامیم کے لیے وفاقی حکومت سے اصولی منظوری لی ہے تاکہ اسٹیٹ بینک کو تمام بینکاری ضابطہ کاروں کی طرح نگرانی کا جامع نظام متعارف کرانے کا اختیار مل جائے۔ ان ترامیم کے ذریعے مالی اداروں کی یکجائی کو باضابطہ بنانے اور اسٹیٹ بینک کو مالی گروپ کی نگرانی کے لیے اپنی لائسنس یافتہ مالی ہولڈنگ کمپنی کو چلانے کا اختیار حاصل ہوجائے گا۔ اس فریم ورک سے اسٹیٹ بینک کو بینکوں اور امانتیں وصول کرنے والے اداروں کی جامع بنیادوں پر نگرانی کرنے اور مالی یکجائی کی نگرانی کرنے کے لیے موزوں ضوابطی ڈھانچے تشکیل دینے کا اختیار بھی مل جائے گا۔

ادائیگیوں کے نظام کو مستحکم بنانا۔ ادائیگیوں کا مؤثر نظام موجود ہو تو اس سے نظمی (systemic) اور عملی (operational) خطرات کم ہوجاتے ہیں۔ اسٹیٹ بینک کا شعبہ نظام ادائیگی پاکستان میں ادائیگیوں کے نظام کو بہترین بنانے کے لیے مسلسل کوشاں ہے۔ ان نظاموں کا ہدف بی آئی ایس کے بنیادی اصولوں پر عملدرآمد ہے تاکہ نہ صرف تحفظ اور

کارکردگی میں بہتری آئے بلکہ اختراعی ای بینکاری ٹیکنالوجیز اور سرحد پار رابطوں کو بھی ممکن بنایا جاسکے۔

کارپوریٹ نظم ونسق۔ اسٹیٹ بینک نے اپنی ذمہ داریوں سے بھرپور انداز میں عہدہ برآ ہونے کے لیے اپنا اندرونی نظم ونسق مضبوط بنایا ہے۔ مالی سال 07ء میں کارپوریٹ نظم ونسق کی نوک پلک سنواری گئی۔ آڈٹ کے شعبے کی خودمختاری بڑھائی گئی۔ یہ شعبہ اسٹیٹ بینک اور بی ایس سی دونوں کا اندرونی آڈٹ کرتا ہے اور سینٹرل بورڈ آف ڈائریکٹرز کی آڈٹ سب کمیٹی کو رپورٹ پیش کرتا ہے۔ اسٹیٹ بینک نے ایک دفتر انتظام خطرہ بھی قائم کیا ہے، کلسٹر کے سربراہوں کو بااختیار اور جوابدہ بنایا ہے اور عملے کی کارکردگی میں بہتری لانے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے مرکزی بینک کی پالیسیوں کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اس ادارے کے فرائض کی انجام دہی پر کڑی نظر بھی رکھی ہے۔ اسٹیٹ بینک کا اختیار کردہ کارپوریٹ نظم ونسق بینکاری کے شعبے کے لیے معیار ہے جس کا مقصد تمام متعلقہ فریقوں کے مفادات کو تحفظ دینا ہے۔

انفرمیشن ٹیکنالوجی اور امدادی انفرااسٹرکچر۔ اسٹیٹ بینک نے آئی ٹی کے بہترین طور طریقے اختیار کیے ہیں، کاغذی کارروائیوں کو کم کیا ہے اور ایک مرکزی ڈیٹا ہاؤس تیار کیا ہے تاکہ حقیقی وقت میں اطلاعات کا تبادلہ کیا جاسکے۔ اس عمل سے انتظامیہ کو تازہ ترین معلومات کے ساتھ فیصلے کرنے میں مدد ملتی ہے۔ گذشتہ سال ہمارے انفرمیشن سسٹمز اینڈ ٹیکنالوجی ڈپارٹمنٹ نے انفرمیشن ٹیکنالوجی کو بینک کے تجارتی مقاصد سے ہم آہنگ کرنے اور آئی ٹی سیکورٹی کو یقینی بنانے کی خاطر انفرمیشن ٹیکنالوجی سیکورٹی فریم ورک قائم کرنے کی حکمت عملی وضع کی۔ آئی ٹی میں آئی ایس ٹی ڈی کا فعال کردار اور برانچ لیس بینکنگ گائیڈ لائنز دیہی علاقوں تک مالی رسائی کے لیے بروقت موزوں ضوابطی رہنما خطوط پر منتج ہوئیں۔ مالی سال 07ء میں اوریکل ای آر پی، گلوبس اور ڈیٹا ویئر ہاؤس کے نتیجے میں مالی سال 08ء میں رئیل ٹائم گراس سیٹلمنٹ سسٹم نافذ ہوا۔ آرٹی جی ایس جسے پرزم (Pakistan Real Time Interbank Settlement Mechanism) کا نام دیا گیا ہے حقیقی وقت میں بڑی مالیت اور کم حجم رقوم کی بین البینک منتقلیوں اور چکتائی کا کام کرتا ہے۔ بیشتر ابھرتی ہوئی معیشتوں نے یہ نظام اپنالیا ہے۔ پرزم بینکوں کو تصفیے کا خطرہ کم سے کم کرنے میں مدد دے گا۔

انسانی وسائل کا انتظام۔ انسانی وسائل کی حکمت عملی اور پالیسی میں 2007ء میں جو تبدیلیاں کی گئیں ان کے فوائد اس سال ملے ہیں۔ عملے کی تحریک اور مورال بہتر ہوا ہے۔ کارکردگی کے نظام کو سختی سے نافذ کرنے سے ترغیب کے نظام میں مضبوطی آئی ہے۔ مختلف شعبوں میں استعداد کاری کے پروگرام شروع کیے گئے ہیں۔ شعبہ انسانی وسائل ڈائریکٹر اور عملے کی سطح پر اچھے طور طریقوں کو فروغ دینے میں فعال کردار ادا کررہا ہے اور پیشہ ورافراد کو ادارے کی طرف مائل کیا جارہا ہے اور تربیت فراہم کی جارہی ہے۔

آخر میں میں اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی شکر گذار ہوں جنہوں نے دشوار معاشی دور میں مجھے اپنی قانونی ذمہ داریاں نبھانے میں مدد دی۔ اپنے مخلص اور اہل عملے کی مدد سے اسٹیٹ بینک اپنا مینڈیٹ پورا کرتا اور حکومت کو تعاون فراہم کرتا رہا۔

ڈاکٹر شمشاد اختر
گورنر